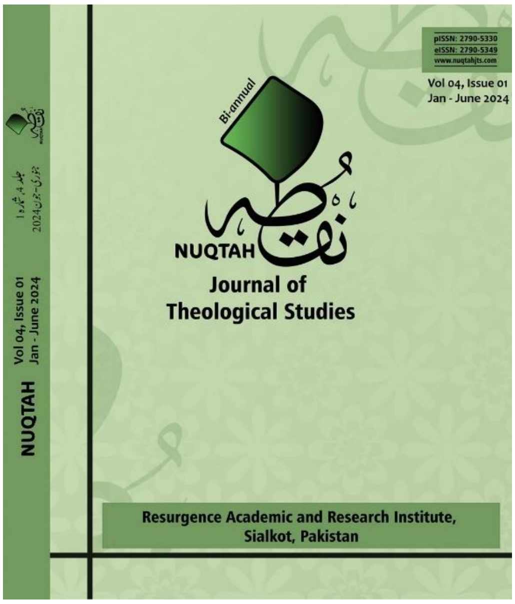

NUQTAH Journal of Theological Studies

Editor: Dr. Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: Urdu, Arabic and English

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published By:

Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.

Email: editor@nuqtahjts.com

تفسیر ہدایت القرآن (سعید احمد پالن پوری) کے منہج واسلوب کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Tafseer Hidayat al Quran by Saeed Ahmad Palanpuri's Methodology and Style

Khaista Rehman
Ph.D. Scholar Department of Islamic Theology,
Islamia College, Peshawar
Email: kharahman88@gmail.com

Dr Muhammad Riaz Khan Al-Azhari
Associate Professor, Department of Islamic Theology,
Islamia College, Peshawar
Email: drriaz@icp.edu.pk

Kashif khan
Ph.D. Scholar Department of Islamic Theology,
Islamia College, Peshawar
Email: Kk2824013@gmail.com

Published online: 5th June 2024

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:
https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

تفسیر ہدایت القرآن (سعید احمد پالن پوری) کے منہج واسلوب کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Tafseer Hidayat al Quran by Saeed Ahmad Palanpuri's Methodology and Style

ABSTRACT

This research paper undertakes a comprehensive analysis of Tafseer Hidayat al Quran, authored by renowned Islamic scholar Saeed Ahmad Palanpuri. Focusing on Palanpuri's methodology and style, this study examines the exegetical techniques employed in interpreting the Quran. Through a qualitative content analysis, the research identifies key features of Palanpuri's approach, including his use of traditional Islamic sources, linguistic analysis, and thematic exegesis. The study also explores the distinctiveness of Palanpuri's style, characterized by clarity, concision, and emphasis on spiritual guidance. The findings contribute to a deeper understanding of contemporary Quranic exegesis and Palanpuri's contribution to Islamic scholarship. This research provides valuable insights for scholars and students of Islamic studies, Quranic exegesis, and Islamic thought.

Keywords: Palanpuri, Tafseer Hidayat ul Qur'an, Methodology

تمہید

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجی گئی کتاب ہے۔ قرآنِ کریم کے مطالب اور معانی ومفاہیم تک رسائی ہر کسی کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لیے تشریح وتوضیح کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قرآنِ کریم کی اس تشریح وتوضیح کو تفسیر کہا جاتا ہے۔ زمانہ نزول سے عصرِ حاضر تک ہر زمانہ میں ہزاروں مفسّرین حضرات نے قرآنِ کریم کے معانی ومطالب اور مرادِ خدا کی توضیح وتعیین کے لیے مختلف تفاسیر لکھی ہیں اور لکھ رہے ہیں۔ ہر مفسِّر کا اپنا منہج تفسیر ہوتا ہے جسے معلوم کیے بغیر اس تفسیر سے کما حقّہ استفادہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے زیرِ نظر مقالے میں مفتی سعید احمد پالن پوری رحمہ اللہ کی مایہ ناز تفسیر "تفسیر هدایت القرآن" کے تفسیری منہج واسلوب کا علمی اور تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے۔ مگر اس سے پہلے مصنفؒ کے مختصر حالاتِ زندگی ذکر کیے جاتے ہیں۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

تفسیر هدایت القرآن چونکہ عصرِ حاضر کی لکھی گئی تفسیر ہے۔ اس لیے اس کے منہج اور تفسیری اسلوب کے متعلق کوئی تفصیلی کام نہیں ہوا ہے۔ البتہ مفسر موصوف کی حالاتِ زندگی اور سوانح کے متعلق کافی کچھ لکھا جا چکا ہے۔ تفسیر اور مفسّر سے متعلق لکھے گئے کتب اور کالم وغیرہ درج ذیل ہیں جن سے اس ریسرچ پیپر میں بھی استفادہ کیا گیا ہے:

1. مولانا محمد امین پالن پوری نے "حیاتِ سعید" کے نام سے پالن پوریؒ کی تفصیلی سوانح لکھی ہے۔
2. مفتی مصطفیٰ امین پالن پوری نے "حیاتِ سعید ایک نظر میں" پالن پوریؒ کی مختصر حالاتِ زندگی لکھی ہے، جس سے اس پیپر میں پالن پوریؒ کے حالات کے متعلق استفادہ کیا گیا ہے۔
3. قاری محمد طارق انور، استاذ جامعہ اسلامیہ فیروزیہ اکبر پور پٹنہ (بہار) کا پالن پوریؒ کو تفسیر هدایت القرآن پر کیے گئے

تبصرے پر مشتمل خط، جس کو پالن پوریؒ نے تفسیر کے جلد چہارم کے ضمیمہ میں نقل کیا ہے۔

4. مولانا اشتیاق احمد قاسمی، مدرّس دار العلوم دیوبند نے ماہنامہ دار العلوم دیوبند اکتوبر 2017ء میں تفسیر ہدایت القرآن پر وقیع تبصرہ کیا ہے۔ پالن پوریؒ نے تفسیر کے جلد چہارم کے ضمیمہ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

میری معلومات کے مطابق تفسیر اور مفسِّر کے متعلق یہی تصانیف اور مضامین لکھے گئے۔ البتہ ان کے متعلق تفصیلی اور تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔

سوانح حیات

والدین نے پیدائش کے وقت آپ کا نام "احمد" رکھا تھا۔ مگر مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیتے وقت آپ نے اپنا نام "سعید احمد" رکھا اور اسی نام سے عالمی شہرت پائی۔ آپ کا پورا نام "سعید احمد بن یوسف بن علی جی بن جیوا (یحییٰ) بن نور محمد" ہے۔ آپ کی پیدائش 1940ء کو پالن پور[1] کے مضافات میں واقع بستی کالیڑہ ریاست گجرات میں ہوئی ہے۔[2]

حصولِ علم اور شیوخ

آپ نے ابتدائی تعلیم کالیڑہ کے ایک مکتب سے ہی حاصل کی۔ وہاں پر ناظرہ اور دینیات پڑھنے کے بعد دار العلوم چھاپی سے فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ اس کے بعد مدرسہ عربیہ پالن پور سے عربی کی بنیادی کتابوں سمیت نحو میں شرحِ جامی تک کی تعلیم حاصل کی۔ مزید علوم کے لیے مظاہر علوم، سہارن پور[3] میں داخل ہوئے۔ نحو، منطق اور فلسفہ کی متعدد کتب وہاں پڑھیں۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے 1961ء کو آپ نے "دار العلوم دیوبند" میں داخلہ لیا، جہاں 1962ء کو آپ نے فراغت حاصل کی اور دورۂ حدیث کے سالانہ امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ دورہ حدیث کے بعد وہیں سے افتاء کی سند حاصل کی اور تکمیلِ افتاء کے سال شیخ محمود عبد الوہاب مصری ازہریؒ (جامعہ ازہر مصر کی طرف سے دار العلوم دیوبند

میں مبعوث تھے) کے پاس قرآن کریم کے حفظ کی بھی ابتداء کی۔ آپؒ کے مشہور شیوخ کے نام درج ذیل ہیں:

مولانا سید اختر حسین دیوبندی، مفتی اعظم مولانا سید مہدی حسن شاہ جہاں پوری، مولانا بشیر احمد خاں بلند شہری، مولانا عبد الجلیل کیرانوی، مولانا سید حسن دیوبندی، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب، مولانا اسلام الحق اعظمی، مولانا فخر الحسن مرادآبادی، فخر المحدثین مولانا فخر الدین مرادآبادی، امام المعقول و المنقول علامہ محمد ابراہیم بلیاوی، مولانا عبد الاحد دیوبندی، مولانا سعید احمد خان بلند شہری اور شیخ محمود عبد الوہاب مصری ازہری رحمہم اللہ تعالیٰ۔[4]

درس وتدریس اور افتاء

افتاء سے فراغت کے بعد 1384ھ کو دار العلوم اشرفیہ، راندیر میں علیا کے معلّم کی حیثیت سے آپ کی تقرری ہوئی، یہاں دس سال تک درس وتدریس میں مشغول رہے۔ اس کے بعد دار العلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا منظور احمد نعمانیؒ کی تجویز پر 1973ء کو دار العلوم دیوبند میں درس وتدریس کے لیے آپ کا انتخاب کیا گیا اور 2020ء تک نصف صدی کے قریب مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے، وہاں فنون کی متعدد کتب کی تدریس کے ساتھ دورہ حدیث کے طلبہ کو سنن ترمذی جلد اول اور طحاوی شریف پڑھاتے رہے۔ آپ کے اسباق مرتب، بے حد مقبول، اور معلومات سے لبریز ہوتے تھے۔ آپ کی تدریس میں اتنی شفافیت اور ٹھہراؤ ہوتا تھا کہ لفظ بلفظ اسے نوٹ کر لینے میں کسی طرح کی مشکل پیش نہ آتا تھا۔ دار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث مولانا نصیر احمد خان کی بیماری کے بعد 2008ء سے صحیح بخاری جلد اول کا درس بھی آپ کے ذمہ لگایا گیا۔ وفات تک دار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث رہے۔[5]

درس وتدریس کی ذمہ داری کے ساتھ آپ کو 1395ھ میں دار العلوم دیوبند کے دار الافتاء کا نگران مقرر کیا گیا۔ آپ ابتدا سے فقہی مزاج کے مالک تھے، اور اسی مہارتِ فقہیہ اور رائے قائم کرنے میں انتہائی احتیاط ہی کی بدولت دار الافتاء دار

العلوم دیوبند کے خصوصی بنچ میں آپ کو شامل کیا گیا۔ ان کے علاوہ دار العلوم دیوبند میں جب سے " مجلس تحفظِ ختم نبوّت " قائم کی گئی، اس وقت سے زندگی کے آخری لمحے تک آپ اس کے ناظم اعلیٰ رہے۔ ایک مرتبہ آپ نے اس عہدے سے سبکدوشی کے لیے درخواست دی تھی لیکن مجلسِ شوریٰ نے اس کی منظوری نہیں دی اور آپ کے لیے اس ذمہ داری کے عوض ایک ہزار روپے ماہانہ الاؤنس مقرر کیا گیا لیکن آپ بلا معاوضہ وہ ذمہ داری سنبھالتے رہے۔[6]

تصانیف

آپؒ نے درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی خدمات انجام دیں، آپؒ کی متعدد تصانیف دار العلوم دیوبند سمیت مختلف دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہیں۔ آپؒ کی تقریباً پچاس چھوٹی بڑی تصنیفات ہیں، جن میں سے مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

ا۔ تفسیر ہدایت القرآن، عربی شرح الفوز الکبیر، الفوز الکبیر معرب از فارسی، فیض المنعم شرح مقدمہ صحیح مسلم، تحفة الدرر شرح نخبة الفکر، مشاہیر محدثین وفقہا کرام اور تذکرہ روایان کتب، حیات امام ابو داؤد، حیات امام طحاوی، اسلام تغیر پذیر دنیا میں، رحمة اللہ الواسعہ شرح حجة اللہ البالغہ ، مبادیات فقہ، تہذیب کی اردو شرح، تحشیہ امداد الفتاوی، حرمت مصاہرت، آپ فتویٰ کیسے دیں؟، کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟، داڑھی اور انبیا کی سنت، تسہیل ادلہ کاملہ، مفتاح التہذیب شرح تہذیب المنطق، آسان نحو، آسان صرف، آسان منطق، مبادی الفلسفہ (عربی)، معین الفلسفہ[7]

اجازت بیعت وارشاد

زمانہ طالب علمی سے شیخ الحدیث، مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کی مجالس اور صحبت سے سلوک و طریقت کے سلسلے میں

منسلک تھے اور مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری سے بیعت وارشاد میں مجاز تھے۔[8]

وفات

پالن پوریؒ نے ایک عرصہ تک درس و تدریس اور تالیف و افتاء میں زندگی گزاری۔ بالآخر چند روز علالت کے بعد ممبئی کے ایک نجی ہسپتال میں 19 مئی 2020ء کو آپ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپؒ کے جسمِ خاکی کی تدفین ممبئی کے معروف جوگیشوری قبرستان میں کی گئی۔[9]

تفسیر ہدایت القرآن کا نام اور سببِ تالیف

پالن پوریؒ نے اپنی تفسیر کا نام "ھدایت القرآن" رکھا ہے۔[10] آپؒ نے سببِ تالیف کے متعلق تفسیر کی تقریب میں ایک سوال کے جواب میں وضاحت کی ہے کہ میں نے تفسیر لکھی نہیں ہے بلکہ مجھ سے لکھوائی گئی ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تفسیر کی ابتداء مولانا محمد عثمان کاشف الہاشمیؒ نے کی تھی۔ انہوں نے آخری پارے کی تفسیر سے ابتدا کی اور اس کے بعد شروع کے نو پارے لکھے۔ جب اور 1974ء کو دار العلوم دیوبند میں معلّم کی حیثیت سے آیا تو میرے ساتھی مولانا قاضی محمد انورؒ مکتبہ حجاز کے مالک نے مجھے دوستی کے ناتے اس تفسیر کو مکمل کرنے پر اصرار کیا۔ میری ہمت نہیں ہو رہی تھی لیکن اصرار کی وجہ سے دسواں پارہ لکھا۔ مولانا محمد عثمان کاشف الہاشمیؒ نے اس پارے کا مطالعہ کر کے تبصرہ کیا: "پیوند کچھ برا تو نہیں!" اس سے ہمت بڑھی۔ اس کے بعد وقفے وقفے سے تفسیر لکھتا تھا۔ بالآخر 1437ھ کے ختم تک تفسیر مکمل کی۔ اس کے بعد اگرچہ شروع کے نو پارے مولانا محمد عثمان کاشف الہاشمیؒ کی لکھی ہوئی ہیں اور طبع ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن ان پاروں کی تفسیر بھی میں نے خود لکھی۔ کیونکہ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است![11]

تفسیری منہج

مولانا پالن پوری کی انفرادی خصوصیت مشکل مضامین کو آسان اور عام فہم انداز میں پیش کرنا تھی، اس تفسیر میں بھی آپ کا اندازِ

تفسیر نہایت ہی آسان اور سلیس ہے۔ آپ پہلے قرآنی الفاظ کا لفظی ترجمہ کالم بنا کر کرتے ہیں، ہر لفظ کے سامنے کالم میں اس کا لفظی ترجمہ اور معنیٰ لکھتے ہیں، پھر آیات کا پچھلی آیات سے ربط لکھتے ہیں اور اس کے بعد آیت میں مذکورہ تفسیر کا عنوان لگا کر عبارۃ النص کے مطابق رواں دواں تعبیرات میں تفسیر لکھتے ہیں۔ تفسیر میں آیت سے مستنبط مسائل ذکر کرتے ہیں اور بعض مقامات پر "فائدہ" کے عنوان سے آیت کے اشارۃ النص اور دلالۃ النص کو ذکر کرتے ہیں اور آخر میں آیات کا بامحاورہ ترجمہ کرتے ہیں۔ مُغلق عبارات اور مسائل کی وضاحت یعنی مشکل کو آسان اور غیر مربوط جملوں کو مربوط کرنے کے لیے جملوں کے درمیان قوسین میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔ بعض مقامات پر مضمون کی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تفسیر کے اخیر میں کوئی قولِ زریں بھی لکھ دیتے ہیں جو کہ اسی آیت کی تفسیر کا اہم حصہ اور خلاصہ ہوتا ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن

پالن پوریؒ اپنی تفسیر میں اکثر مقامات پر تفسیر القرآن بالقرآن کا اہتمام کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ روم کی آیت، وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے کائنات جوڑا جوڑا بنائی ہے، یٰسٓ (آیت 36) میں ہے: (سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لا يَعْلَمُونَ)[12] وہ پاک ذات ہے جس نے سبھی چیزوں کو جوڑا جوڑا بنایا، زمین کی نباتات کو بھی، اور خود انسانوں کو، اور ان چیزوں کو بھی جن کو لوگ نہیں جانتے۔"[13]

تفسیر القرآن بالحدیث کا اہتمام

پالن پوریؒ نے اپنی تفسیر میں تفسیر القرآن بالحدیث کا اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ سورہ جمعہ کی آیت: "وَءَاخَرِينَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُواْ بِهِمۡۚ"[14] میں "آخرین" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ پر سورۃ الجمعہ نازل ہوئی، اس

میں ہے: "وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُواْ بِهِمْ" میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ آخرین کون ہیں؟ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جواب نہیں دیا، انھوں نے تین مرتبہ پوچھا، وہاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ موجود تھے، آپؐ نے اپنا ہاتھ سلمان پر رکھا، اور فرمایا: "اگر ایمان ثریا (ستارہ) پر ہوتا تو بھی اس کو کچھ لوگ ان میں سے حاصل کرتے!"[15] (معلوم ہوا کہ آخرین سے عجم مراد ہیں)"[16]

سورت کا تعارف اور وجہ تسمیہ ذکر کرنا

سورت کی ابتداء میں پہلے سورت کا نام، نزول کا نمبر، نمبر شمار، مکی اور مدنی ہونے کی صراحت، رکوع اور آیات کی تعداد اور وجہ تسمیہ لکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورہ انعام کی ابتداء میں لکھتے ہیں:

"سورۃ الانعام، سورت نمبر 6، رکوع 20، آیتیں 165، نزول کی نوعیت مکی، نزول کا نمبر 55

الانعام: النَّعَم کی جمع ہے، جس کے معنیٰ ہیں: مویشی، پالتو چوپائے۔ اس سورت میں انعام کی حلت و حرمت کا بیان اور اہلِ مکہ کے بعض مشرکانہ خیالات اور ان کی خود ساختہ رسموں کی تردید ہے: اس لیے اس کا نام الانعام رکھا گیا ہے، پس یہ جز سے کل کا نام رکھا گیا ہے۔"[17]

سورت کے دیگر ناموں کا تذکرہ

اگر کسی سورت کے دیگر نام ہوں تو ان کو بھی ذکر کرتے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ فاتحہ کے اسماء کے متعلق رقمطراز ہیں:

"یہ قرآنِ کریم کی پہلی اور نہایت اہم سورت ہے...... اس کی اہمیت کی وجہ سے اس کے متعدد نام ہیں...... سورۃ الفاتحہ کے درج ذیل نام ہیں:

i سورت الصلاۃ: نماز کی سورت: یہ سورت نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے، اس کو پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی، اس لیے ایک حدیثِ قدسی میں اس کو الصلاۃ فرمایا ہے۔

ii سورۃ الحمد: وہ سورت جس کا پہلا کلمہ (الحمد) ہے۔ جس میں اللہ کی بھرپور تعریف ہے، توحیدِ الوہیّت اور توحیدِ ربوبیّت کا بیان ہے۔"

اس کے علاوہ فاتحۃ الکتاب، امّ الکتاب، الشفاء، الرقیہ، الکافی، الوافی، المثانی، القرآن العظیم، الأساس نام بھی ذکر کیے ہیں۔[18]

مکی و مدنی ہونے کی وضاحت کرنا

عام مفسرین کی طرح ہر سورت کے مکی و مدنی ہونے کی وضاحت کرتے ہیں۔ اگر کسی سورت کے مکی و مدنی ہونے میں اختلاف ہو تو اس کو بھی وجہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور آخر میں راجح قول اور رائے بھی ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سورہ رحمٰن کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ مکی سورت ہے یا مدنی؟ اس میں اختلاف ہے، اس کا نزول کا نمبر 97 ہے، پس یہ سورت مدنی ہونی چاہیے، کیونکہ مکی سورتیں کل 85 ہیں، اور یہ سورت نبی ﷺ نے جنات کے سامنے پڑھی ہے، جب لیلۃ الجن میں آپ ﷺ ان کے مجمع میں تشریف لے گئے، پس یہ مکی سورت ہونی چاہیے، مصاحف میں بھی اختلاف ہے، کسی میں مکی لکھا ہے، کسی میں مدنی۔ راجح مکی ہونا ہے۔"[19]

سورت کی اہمیت ذکر کرنا

پالن پوریؒ نے بعض سورتوں کی خصوصی اہمیت ذکر کی ہے۔ چنانچہ سورۂ ہود سے متعلق رقمطراز ہیں:

"سورت کی اہمیت: دو حدیثوں سے اس سورت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے:

i نبی ﷺ نے جمعہ کے دن اس سورت کی تلاوت کا حکم دیا ہے۔[20]

ii صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ بوڑھے ہو چلے! آپؐ نے فرمایا: "هود، واقعه، مرسلات (عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ) اور (إِذَا الشَّمسُ كُوِّرَت) نے مجھے بوڑھا کر دیا[21]"یعنی یہ سورتیں اس قدر پُر تاثیر ہیں کہ اگر انسان ان کا صحیح اثر قبول کرے تو اس کی حالت دگرگوں ہو جائے۔"[22]

سورۂ یوسف کے متعلق لکھتے ہیں:

"اہمیت: اس سورت کی اہمیت کا اس بات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ خود اللہ پاک جل شانہ نے اس سورت میں بیان ہونے والے واقعہ کو احسَن القصص (بہترین واقعہ) فرمایا ہے۔ اور جسے اللہ پاک بہترین فرمائیں وہ بہترین نہ ہوگا اور کونسا واقع ہوگا۔"[23]

موضوعِ سورت ذکر کرنا

ہر سورت کا اپنا موضوع ہوتا ہے جس کے متعلق اس سورت میں احکامات اور آیات ہوتے ہیں۔ بعض اوقات چند سورتیں ایک ہی موضوع کے متعلق ہوتی ہیں۔ پالن پوری ہر سورت کی ابتداء میں عموماً موضوعِ سورت ذکر کرتے ہیں۔۔ بعض اوقات گزشتہ سورت کا موضوع بھی ذکر کرتے ہیں کہ گزشتہ سورت کا موضوع فلاں تھا اور اس سورت کا موضوع یہ ہے۔ چنانچہ سورہ رحمن کے موضوع کے متعلق لکھتے ہیں:

"اس سورت میں پرہیزگار مؤمنین کو آخرت میں ملنے والی نعمتوں کا بیان ہے۔ گزشتہ سورت میں امم ماضیہ کی ہلاکت اور قیامت کا ذکر تھا، مگر متقیوں کا اخروی انجام صرف دو آیتوں میں بیان کیا تھا، اس لیے ان کا انجام تفصیل سے اس سورت میں بیان کیا ہے۔"[24]

مضامین سورت

پالن پوریؒ ہر سورت کی ابتداء میں ذکر کیے گئے مضامین کو خلاصہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ قاری کو ابتدائی طور پر سورت کا خاکہ معلوم ہو جائے۔ چنانچہ سورہ تطفیف کے مضامین کے متعلق رقمطراز ہیں:

"اس سورت میں بنیادی مضامین چار ہیں:

i شروع میں کم ناپنے تولنے والوں کے لیے وعید ہے، جب وہ حساب کتاب کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ان کے لیے کم بختی ہو گی۔

ii بدکاروں کا ٹھکانہ جیل خانہ (دوزخ) ہے، پھر جہنمیوں کے بارے میں پانچ باتیں بیان کی ہیں۔

iii نیکوکاروں کا ٹھکانا بالاخانہ (جنت) ہے، پھر ان کی پانچ نعمتوں کا ذکر ہے۔

iv دنیا میں جو لوگ مسلمانوں کا ٹھٹھا کرتے ہیں: آخرت میں جب پانسہ پلٹے گا تو مسلمان: کفار پر ہنسیں گے، اور ان کو قرار واقعی سزا ملے گی۔"[25]

اسباب نزول کا ذکر کرنا

الفوز الکبیر میں امام شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ شانِ نزول کا یہ مطلب نہیں کہ کسی خاص واقعہ میں کوئی آیت نازل ہوئی ہو۔[26] بلکہ جس واقعے اور معاملے پر کوئی آیت منطبق ہوتی ہو تو اس کے بارے میں لکھتے ہیں: "نَزَلَت فِي كَذا" جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ متقدمین کے ہاں شانِ نزول کے معنی اور مفہوم میں عموم ہے۔

بعض سورتیں یا آیات کسی خاص واقعہ یا کسی سوال کے جواب میں نازل ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر کسی سورت یا آیت کا شانِ نزول ہو تو پالن پوریؒ اس کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سورہ صف کے شانِ نزول کے متعلق لکھتے ہیں:

"سورت کا شانِ نزول: حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صحابہ کی ایک جماعت نے آپس میں مذاکرہ کیا کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے؟ تو ہم اس پر عمل کریں۔ اور ایک روایت

میں ہے کہ بعض نے کہا: اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے؟ تو ہم جان و مال کی بازی لگا دیں! اور مسند احمد[27] میں یہ بھی ہے کہ ان حضرات نے چاہا کہ کوئی صاحب جا کر نبی کریم ﷺ سے یہ بات دریافت کریں، مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصّف نازل فرمائی اور آپ ﷺ نے سب کو نام بنام بلایا، اور ان کو یہ سورت پڑھ کر سنائی، جو اسی وقت نازل ہوئی تھی۔[28]، [29]

سورت کے فضائل ذکر کرنا

قرآن کریم کے اکثر سورتوں کے فضائل احادیثِ مبارکہ میں ذکر ہیں۔ ہر مفسّر اپنی تفسیر میں خاص خاص سورتوں کے فضائل ذکر کرتے ہیں۔ پالن پوریؒ نے بھی اکثر سورتوں کے مختصر فضائل ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ سورہ بقرہ کے متعلق رقمطراز ہیں:

"۱۔ جس گھر میں سورۃ البقرۃ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔[30]

۲۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز کے لیے کوہان ہے یعنی اس کا ایک اعلیٰ اور افضل حصہ ہے اور قرآن کی کوہان سورۃ البقرۃ ہے، اور اس میں ایک آیت (آیت الکرسی) ہے جو قرآن کی آیتوں کی سردار ہے۔“[31]

۳۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”زہراوین (دو خوبصورت سورتوں) کو پڑھو یعنی بقرۃ اور آل عمران کو، وہ دونوں قیامت کے دن آئیں گی، گویا وہ دونوں دو بادل ہیں یا پرندوں کی دو ڈاریں ہیں، وہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑیں گے،،[32]، [33]

سورت کا زمانۂ نزول

بعض اوقات سورت کے نزول کا زمانہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ قصص کے زمانہ نزول کے متعلق لکھتے ہیں:

"**زمانۂ نزول:** سورۃ الشعراء، سورۂ نمل اور سورۂ قصص یکے بعد دیگرے نازل ہوئی ہیں، اور مکی دور کے وسط میں نازل

ہوئی ہیں، اس وقت مکہ والوں کی مخالفت زوروں پر تھی، چنانچہ گزشتہ سورت میں ان کو دو واقعات سنائے تھے، جن میں لطیف اشارے تھے، اب اس سورت میں کمزور مسلمانوں کو دو واقعات سنائے جاتے ہیں۔ایک بنی اسرائیل کا واقعہ ہے، ان کو کس طرح اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کی چیرہ دستیوں سے نجات دی؟ اسی طرح مکہ کے مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ ظالموں کے چنگل سے چھڑائیں گے۔ دوسرا واقعہ: قارون کا ہے، اس کے پاس بے حساب دولت تھی، مگر وہ اپنی دولت کے ساتھ تباہ ہو گیا، اسی طرح ابولہب کے ساتھ بھی دولت کا ڈھیر تھا، مگر ٹوٹے اس کے ہاتھ اور وہ تباہ ہوا! اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی، پس نادار مسلمانوں کو مالداروں کے حال سے بدحال نہیں ہونا چاہیے۔"[34]

سورتوں اور آیات کے درمیان ربط اور مناسبت ذکر کرنا

تفسیر ہدایت القرآن کی سب سے بڑی خصوصیت مناسبت اور ربطِ آیات ہے۔ پالن پوریؒ نے آیات کی عبارۃ النص سے ہی ربط نکالا ہے۔ اکثر مقامات پر محض اپنی قوتِ تدبر سے ربط بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۂ یوسف اور سورۂ رعد کے مابین مناسبت اور ربط کے متعلق لکھتے ہیں:

"**ربط:** سورۂ یوسف کے آخر میں آیت (۱۰۸) میں فرمایا تھا کہ نبی پاک ﷺ جو دین پیش کر رہے ہیں، وہ علیٰ وجہ البصیرت پیش کر رہے ہیں اور مؤمنین جو رسول پاک ﷺ پر ایمان لائے ہیں وہ بھی اندھی تقلید نہیں کر رہے، بلکہ دلیل و حجت سے مطمئن ہو چکے ہیں۔اب سورۂ یوسف کے بعد یہ سورت شروع ہوئی ہے، اس میں اسلام کی بنیادی باتوں کو مدلل کیا گیا ہے اور سب سے زیادہ زور توحید پر دیا گیا ہے۔ گویا یہ سورت سورۂ یوسف کی آیت(۱۰۸) کی شرح ہے۔اس وجہ سے اس سورت کے بعد متّصلاً اس سورت کو رکھا گیا ہے۔"[35]

اسی طرح آیات کے درمیان ربط بیان کرتے ہوئے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 4 کا سابقہ آیات کے ساتھ ربط اور مناسبت کے

متعلق رقمطراز ہیں:

"**ربط:** (گزشتہ آیت کے شروع کے مضمون کے تعلق سے) حرام چیزوں کے تذکرے کے بعد حلال چیزوں کا تذکرہ شروع کرتے ہیں، دونوں میں تقابل تضاد ہے، اور یہ تقابل بھی ایک طرح کا ربط ہے، جیسے شرابی پر جنت کی شراب حرام ہے، اور فیشن پرست عورت آخرت میں ننگی ہوگی، یہ جزاء بالمثل ہے۔ اسی طرح حرام و حلال بھی تقابل تضاد کی وجہ سے ایک ہیں۔

دوسرا ربط: (گزشتہ آیت کے آخری مضمون کے اعتبار سے) احکامِ شرعیہ میں اعذار کا لحاظ رکھا گیا ہے: اس کی ایک مثال: شکاری جانور سے کیا ہوا شکار ہے، اگر شکاری جانور سے شکار کیا جائے، اور اس میں پانچ شرائط کا لحاظ رکھا جائے تو مرا ہوا شکار بھی حلال ہے، اس میں ذبح اضطراری کافی ہے، اگر شکار میں ذبح اختیاری ضروری ہوگا تو شکاری کی محنت ضائع ہو جائے گی، شکار ہاتھ میں آنے سے پہلے مر جائے گا اور شکاری کا نقصان ہوگا، پس شکاری میں ذبح اضطراری کا اعتبار: احکامِ شرعیہ میں اعذار کے اعتبار کی ایک مثال ہے- پھر یہ بیان ہے کہ ذبح اضطراری کا اعتبار صرف مسلمان کے شکار میں نہیں، بلکہ اہلِ کتاب کے شکار میں بھی اس کا اعتبار ہے، یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ، خواہ اختیاری ہو یا اضطراری، مسلمانوں کے لیے حلال ہے- جیسے مسلمان عورتوں کی طرح کتابی عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے، اسی طرح تیسرا مسئلہ شروع ہوگا- پھر یہ مضمون ہے کہ معاملات کی طرح عبادات (وضوء و غسل) میں بھی اعذار کا اعتبار ہے، پانی میسر نہ ہو تو تیمم جائز ہے، یہ وضوء و غسل میں عذر کی وجہ سے تخفیف کی ہے-اسی طرح دور تک آیات میں ربط ہے۔"[36]

مفید حواشی کا اضافہ

پالن پوریؒ آیات ذکر کرنے کے بعد مفردات کا لفظی ترجمہ لکھتے ہیں اور اہلِ علم کے لیے ان مفردات کی مزید وضاحت کے

لیے حاشیہ لگاتے ہیں جن میں لغات، صیغہ، اعراب اور ترکیب کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ روایات کی اسناد اور ان کی تصحیح و تضعیف کی وضاحت کرتے ہیں۔ تفسیر کے متعلق مختلف آراء اور ان کے مابین ترجیح و تفصیل ذکر کرتے ہیں۔ نیز حواشی میں ہر اس پیچیدگی اور مشکل عقدے کا حل لکھتے ہیں جو اہلِ علم کے ذہن میں آتی ہے۔

لغات کی تشریح

عربی ایک فصیح و بلیغ زبان ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ کے کئی معانی ہوتی ہیں اور ایک کلمہ کے کئی معانی میں سے اس مقام کے مطابق ایک معنیٰ متعین کرنا ضروری ہے۔ پالن پوریؒ اکثر مقامات پر لغات کی عمیق تشریح کرتے ہیں اور اس کے متعلق قاعدہ اور ائمہ لغت کی آراء بھی ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ رعد کی آیت نمبر 25 میں مذکورہ کلمہ "عقبی الدّار" کی لغوی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عقبیٰ بدلہ، جزاء، انجام اَعقَبَہ بدلہ دینا- "عُقبیٰ یا تو مصدر ہے یا اسم ہے۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ "عُقبیٰ، عُقب اور عاقِبَۃً اچھے انجام کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور عُقُوبَۃً، مُعَاقَبَۃً اور عِقَاب برے انجام کے لیے استعمال ہوتے ہیں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ عُقبیٰ کے بارے میں یہ قاعدہ اکثری ہے کیونکہ تلکَ عُقبَی الَّذِینَ اتَّقَوا وَ عُقبَی الکَافِرِینَ النَّارُ میں "عُقبیٰ دونوں طرح کے کاموں میں انجاموں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور الدّار پر الف لام عہدی ہے، مراد "دنیا" ہے فی الرُّوح: ای عاقِبَۃُ الدُّنیا و ما یَنبَغِی ان یکُونَ مآل امرِ اھلِھا و ھی الجنَّۃ، فتعریفُ الدَّارِ للعھدِ الخ-"[37]

اسی طرح سورۂ حجر میں مذکورہ لفظ " بُرُوج" کی لغوی تشریح کے متعلق طویل بحث کی ہے۔ لفظ "بُرُوج" قرآنِ کریم میں کتنے مقامات پر آیا ہے اور ہر مقام پر اس کا کیا معنیٰ ہے اور معنیٰ و مفہوم کا قرینہ کیا ہے؟ نیز اس کے معنیٰ و مفہوم کی تعیین میں ائمہ لغت اور ائمہ تفسیر میں سے کس امام کی کیا رائے ہے؟ اس کے متعلق پوری تفصیل ذکر کی ہے۔[38] متاع کی وضاحت اور

مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"متاع ہر وہ چیز ہے جس سے تھوڑا سا فائدہ اٹھایا جائے پھر فنا ہو جائے جیسے پوچھن (وہ کپڑا جس سے نجاست صاف کرتے ہیں) صافی (وہ کپڑا جس سے باورچی دیگ وغیرہ پکڑ کر اتارتے ہیں اور وہ کپڑا جس کو بھگو کر برتن صاف کرتے ہیں) دست مال، جھاڑن اور ڈسٹر وغیرہ۔"[39]

نحوی تحقیق بیان کرنا

بعض اوقات آیت کے کلمات کی ترتیب کے مطابق آیت کا مفہوم سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے، کلمات میں تقدیم تاخیر ہوتی ہے یا اس کے کئی ترکیبی احتمالات ہوتے ہیں تو مفسرین حضرات اس آیت کی ترکیب اور مقدّر کلمات کو ذکر کرتے ہیں، جس سے اس آیت کا مفہوم و مطلب سمجھنے میں آسانی اور سہولت ہو جاتی ہے۔ پالن پوریؒ بھی اکثر مقامات پر آیت کی ترکیب ذکر کرتے ہیں اور اگر ایک سے زیادہ ترکیبی احتمالات بنتے ہوں تو ان کو ذکر کرتے ہیں اور مناسب ترکیب کی وضاحت اور نشاندہی بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ یوسف کی آیت نمبر 108 کے کلمات کی ترکیب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"علیٰ بَصِیرَۃ خبر مقدم ہے اور اَنَا مع اپنے معطوف کے مبتداء مؤخر ہے اور یہ تیسرا مستقل جملہ ہے۔ ایک ترکیب یہ بھی ہو سکتی ہے کہ علیٰ بَصِیرَۃ متعلق ہو اَدعُوا سے اور اس کی ضمیر فاعل کی تاکید ضمیر فصل اَنَا سے لا کر اس پر وَمَن الخ کا عطف کیا جائے۔ مگر رسولِ پاک ﷺ نے اِلَی اللہ پر وقف فرما کر دو جملے علاحدہ علاحدہ کر دیئے ہیں اس لیے پہلی ہی ترکیب زیادہ مناسب ہے۔"[40]

صرفی تحقیق ذکر کرنا

پالن پوریؒ نحوی تحقیق اور مباحث کی طرح صرفی تحقیق بھی تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ رعد کی آیت نمبر 9 میں مذکورہ لفظ "المتعالِ" کے متعلق صرفی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"المتعالِ اسم فاعل واحد مذکر حالتِ رفع میں ہے اصل میں المُتَعَالِی تھا، یا کو حذف کیا گیا ہے اور لام کا زیر یا محذوف کی علامت کے طور پر باقی رکھا ہے۔ تعالی مصدر بابِ تفاعل مادہ عُلُوّاً۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ مُتعالِی عالِی سے زیادہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے عَالِی کے معنٰی ہیں بزرگ، برتر، عالی مرتبہ اور مُتعَالِی کے معنٰی ہیں بہت بزرگ، بہت غالب، بہت برتر۔"[41]

اقوالِ سلف میں ترجیح

عام طور پر مفسرین بعض الفاظ کی تفسیر میں متعدد اقوال ذکر کر کے اپنی رائے بھی بیان کرتے ہیں یا ان میں سے کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ پالن پوریؒ سارے اقوال کو ذکر نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں، اور جو قول دلائل کی روشنی میں آیت سے ہم آہنگ اور مطابقت رکھتا ہو اور ان کے نزدیک راجح ہو، اسی کو راجح قرار دے کر ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ ابراہیم کی آیت: "فَرَدُّوا اَیدِیَھُم" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"فَرَدُّوا اَیدِیَھُم فِی اَفوَاھِھِم (توانہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں لوٹائے) کے مفہوم میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں، ہم نے صحابی جلیل سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان فرمایا ہوا مطلب لیا ہے: أخرج عبد الرزاق، والفریابی و ابو عبید و ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم و صححه عن ابن مسعود رضی الله عنه، فَرَدُّوا اَیدِیَھُم فِی اَفوَاھِھِم قال: عَضّوا علیها، و فی لفظ: عَضّوا علی انامِلهم غیظاً علیٰ رسلهم[42]، [43]

متعدد تفسیری اقوال کے بارے میں منہج

پالن پوریؒ عموماً متعدد تفسیری اقوال نہ ذکر کرتے ہیں اور نہ پسند کرتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات اس طرز تفسیر پر رد اور اس کے غیر ضروری ہونے کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ جیسے اصحابِ اعراف کے تعارف میں تفسیرِ قرطبی پر رد کرتے ہوئے لکھتے

ہیں:

"مفسرِ قرطبیؒ نے اس سلسلے میں بارہ اقوال لکھے ہیں، اتنے اقوال میں سے کیا حاصل ہو گا؟[44]

البتہ بعض مقامات پر ضرورت کی بناء پر متعدد اقوال جمع کرتے ہیں اور ان میں سے کسی پر نقد و جرح اور ترجیح دیئے بغیر ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ ذوالقرنین کی تعیین، اصل نام، وجہ تسمیہ، ذوالقرنین کیوں کہا جاتا ہے؟ ان کے دورِ حکومت کے متعلق اقوال نقل کرنے کے بعد کسی قول کو ترجیح نہیں دی ہے۔[45]

حدیث پر حکم لگانا

تفسیر ہدایت القرآن میں استدلال اور فضائل کے طور پر احادیث نقل کی گئی ہیں۔ پالن پوریؒ احادیث ذکر کرنے کے بعد حکم بھی لگاتے ہیں اور ضعیف اور غیر معتبر روایت کی تصریح کرتے ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی روایت نقل کرنے کے بعد حاشیہ میں اس پر حکم لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رواه البخارى عن عائشة رضى الله عنها[46](مشكوٰة شريف ص 522) لیکن یہ روایت صحیح نہیں، امام زہریؒ کے بلاغات میں سے ہے، امام زہریؒ کی مرسل روایتیں ضعیف ہوتی ہیں، تفصیل تحفۃ القاری جلد گیارہ صفحہ 30 میں ہے۔"[47]

یاجوج ماجوج کے متعلق مشہور حدیث ہے کہ وہ روزانہ سد ذوالقرنین کو کھودتے ہیں[48] پالن پوریؒ نے اس حدیث کے متن اور سند کے متعلق تفصیلی بحث کی ہے۔[49] اسی طرح "اَوَّلُ ما خلق الله نوري" مشہور روایت پر تحقیقی بحث کی ہے اور اس کا موضوع ہونا ثابت کیا ہے۔[50]

اسرائیلیات کی نشاندہی اور تردید

تفسیر ہدایت القرآن اسرائیلی روایات سے خالی ہے بلکہ جہاں پر مفسرین نے کسی آیت کی تفسیر میں اسرائیلی روایت نقل کی

ہوتی ہے تو پالن پوریؒ اس کی نشاندہی کر کے اس پر رد بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ نحل کی آیت:"واللہ جَعَلَ لَکُم مِّن اَنفُسِکُم اَزوَاجاً"[51] کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت حواء کی حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہونے والے نظریہ پر رد کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ قرآن اور احادیثِ صحیحہ میں کہیں بھی اس بات کا ثبوت نہیں ہے۔ اور یہاں پر مِن اَنفُسِکُم سے مراد ہم جنس ہونا ہے۔ اسی طرح حدیث میں جو مذکور ہے کہ خُلِقنَ مِن ضِلعٍ۔ تو مذکورہ حدیث شریف میں عورت کی پیدائش کا ذکر نہیں ہے بلکہ پسلی کے ٹیڑھے پن سے نسوانی فطرت کو سمجھانے کے لیے بطورِ تمثیل ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ دراصل یہ نظریہ بائبل کے کتاب پیدائش باب 2 آیت 21-25 میں ذکر ہے اور وہاں سے اسرائیلیات کے ذریعے اسلامی لٹریچر اور تفاسیر میں منتقل ہو گیا ہے۔[52]

شیطان کا معلّم الملکوت ہونے کا نظریہ

شیطان کے متعلق جو عام نظریہ ہے کہ گمراہ ہونے سے پہلے شیطان فرشتوں کا استاذ تھا۔ اس کی وضاحت اور بطلان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "کہتے ہیں: عزازیل (ابلیس) آسمانوں میں فرشتوں کے درمیان بود و باش رکھتا تھا، وہ فرشتوں کا شاگرد تھا اور ان کے زمرے میں شامل تھا، وہ معلَّمُ الملکوت تھا، مُعَلَّم: اسم مفعول ہے، یعنی سکھلایا ہوا یعنی شاگرد، مگر عربی میں اعراب نہیں لگاتے، اور مشہور لفظ مُعلِّم ہے، یہ اسم فاعل ہے، سکھانے والا، یعنی استاذ، پس لوگوں نے مُعلِّمُ الملکوت پڑھ لیا، اور ابلیس کو فرشتوں کا استاذ کہہ دیا، حالانکہ فرشتے تعلیم کے محتاج نہیں۔ تعلیم کی محتاج مکلّف مخلوق ہے۔"[53]

تفسیری مصادر و مراجع کی نشاندہی کرنا

پالن پوریؒ نے اپنی تفسیر میں بنیادی طور پر بیان القرآن، ترجمہ شیخ الہند، فوائدِ شبیری اور روح المعانی سے استفادہ کیا ہے۔

مفردات کے ترجمہ کے لیے ترجمہ شاہ عبد القادر کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ اس کا ذکر تفسیر کے جلد چہارم کے ضمیمہ میں کیا ہے۔ پالن پوریؒ اپنی تفسیر میں مصادر ومراجع کی نشاندہی کرتے ہیں تاکہ قاری کے لیے کسی مسئلہ کی تحقیق وتدقیق کے لیے مصادرِ اصلیہ کی طرف رجوع کرنے میں دشواری نہ ہو۔ اسی لیے عموماً کتابوں کے حوالے اور کبھی مصنّفین کے ناموں کا حوالہ دیتے ہیں۔

تفسیرِ موضوعی کا اہتمام

پالن پوریؒ نے متأخرین کے اسلوب کے مطابق بعض مقامات پر تفسیرِ موضوعی کا اہتمام بھی کیا ہے۔ یعنی بعض مقامات پر موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر مختلف آیات اور روایات جمع کر کے اس کی تفسیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت "و بِالوَالِدَينِ اِحسَاناً " کی تفسیر کرتے ہوئے والدین کے حقوق، ان کے متعلق احکام ومسائل اور ان کی خدمت کے فضائل ومسائل پر احادیث اور تفسیری روایات کو جمع کر کے تحقیقی بحث کی ہے۔[54] قیامت کے دن اعمال کے وزن پر تحقیقی اور تفصیلی بحث کر کے عقلی ونقلی دلائل سے اس کا اثبات کیا ہے۔[55] یاجوج ماجوج کا تعارف اور نسب، ان کے جسم کی ساخت اور اوصاف، غذا، رہنے کا مقام، ان کا خروج اور علاماتِ قیامت میں ان کے شمار ہونے کے متعلق بے بنیاد مشہور روایات اور تفسیری وتاریخی روایات کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے اور ان کے من گھڑت ہونے پر تفصیلی اور تحقیقی بحث کی ہے۔ نیز ان کے متعلق صحیح اور مستند روایات بھی نقل کی ہیں۔[56]

متعلقہ کلامی اور اعتقادی مسائل کی تحقیق

اگر کسی آیت سے علمِ کلام کا کوئی مسئلہ متعلق ہو تو پالن پوریؒ اس پر بھی بحث کرتے ہیں اور بعض مقامات پر علمِ کلام کی کتابوں کا حوالہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ البتہ زیادہ تفصیلی بحث نہیں کرتے ہیں، بلکہ اپنی رائے یا اکابر کی جو رائے ان کو راجح معلوم ہوتی ہو، اس کو مختصر الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت: "وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیب"[57] کی تفسیر

میں اللہ تعالیٰ کے منزّہ عن الزمان و المکان ہونے پر بحث کرتے ہوئے شرح عقائد کی عبارت نقل کرتے ہیں:

"لَا يَتَمَكَّنُ فِي مَكَان وَّ لَا يَجرِى عَلَيهِ زَمَان "کیونکہ زمان و مکان مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ خالق ہے اور خالق مخلوق میں نہیں ہو سکتا، ورنہ احتیاج لازم آئے گا۔ اسی طرح یہاں قریب ہونے کا مطلب علم اور قدرت کے اعتبار سے ہے، اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا مجازی تعبیر ہے، حقیقی نہیں۔[58]

بشریتِ رسول ﷺ اور سایۂ نبوی ﷺ کی تحقیق

حضور اکرم ﷺ کے بشر ہونے کے متعلق سورہ کہف کی آخری آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ خالقِ کائنات نے رسول اکرم ﷺ کو اپنی نوع یعنی ماہیت اور لوازم ماہیت کے اعتبار سے عام انسانوں جیسا انسان اور بشر قرار دیا ہے۔ البتہ اوصاف و کمالات میں آپ کا ثانی کوئی نہیں اس لیے آپ کے بشر ہونے سے خود بشریت رشکِ ملائکہ بن گئی ہے۔ لہٰذا جو شخص رسول اللہ ﷺ کو بشر نہیں مانتا اور بلا تاویل صاف انکار کرتا ہے وہ قرآن کے صریح نص کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔

نوع کے اعتبار سے آپ ﷺ بشر ہونے کی طرح صفتِ ہدایت اور کمالِ رسالت کے اعتبار سے مینارۂ نور ہیں۔ اسی نور کی روشنی میں انسانیت کو خدا کا راستہ ملتا ہے۔ پس آپ ﷺ بیک وقت نور اور بشر دونوں ہیں۔ ایک کا اثبات اور دوسرے کی نفی درست نہیں۔ اگرچہ بشر کا اطلاق آپ ﷺ پر قرآن کے صریح نص سے ہوئی ہے مگر نور کا اطلاق قطعی نہیں ہے۔ سورۂ مائدہ کی آیت 15: "قَدْ جاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوانَهُ سُبُلَ السَّلامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُماتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلى صِراطٍ مُسْتَقِيمٍ۔"[59] میں جو نور کا لفظ آیا ہے، مفسرین نے اس کی تین تفسیریں: قرآن، اسلام اور رسول اکرم ﷺ کی ہیں۔ علامہ ابن کثیرؒ نے اس سے صرف قرآن مراد لیا ہے اور زمخشریؒ کی بھی یہی رائے ہے، اس لیے راجح تفسیر یہی ہے۔ اس کے علاوہ دو قرائن بھی موجود ہیں: ایک بِہٖ میں ضمیر مفرد آئی ہے، اگر نور اور کتاب الگ الگ چیزیں ہوتیں تو ضمیر تثنیہ کی آتی۔ دوسرا قرینہ یہ کہ نبی کو قرآن میں کہیں بھی نور نہیں

کہا گیا ہے۔ البتہ تورات اور انجیل کو سورۂ مائدہ کی آیت: 44 اور 46[60] میں نور کہا گیا ہے۔ پس یہاں بھی نور سے مراد قرآن ہے۔ یہ عطفِ تفسیری ہے اور عطف کے لیے فی الجملہ مغائرت یعنی باعتبارِ وصف مغائرت کافی ہے۔[61]

اسی بحث میں سایۂ نبوی ﷺ کے متعلق سیرت کی بعض کتابوں میں مشہور بات کہ رسول اکرم ﷺ کا سایہ نہیں تھا، کا بے بنیاد ہونا ثابت کیا ہے۔ سایۂ نبوی ﷺ پر روایات نقل کر کے اس کا اثبات کیا ہے۔[62]

تصوف وسلوک کا بیان

مفسر موصوف تزکیہ نفس کے سلسلے میں مختلف اکابر کی صحبت سے مستفید ہو چکے تھے اور مفتی مظفر حسین مظاہریؒ سے مجاز بیعت بھی تھے۔ اس لیے اپنی تفسیر میں بعض مقامات پر سلوک سے متعلق گفتگو اوراس اثبات بھی کرتے ہیں۔ جیسے سورہ آل عمران کی آیت "وَ یُزَکِّیهِم" کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وہ ان کو صاف کرتے ہیں: یعنی نفسانی آلائشوں سے، اخلاق رذیلہ سے اور شرک وکفر کے جذبات سے پاک صاف کرتے ہیں۔ دلوں کو مانجھ کر ان میں جِلا پیدا کرتے ہیں اور یہ بات احکامِ قرآن پر عمل کرنے سے اور صحبت و توجہ و تصرف سے بہ اذن الٰہی حاصل ہوتی ہے۔"[63]

مفسر تصوف اور سلوک میں غلو اور اکابر پرستی پر سخت رد کرتے ہیں کہ یہ گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں، اسی طرح بے جا القابات جیسے قطب الاقطاب اور غوثِ اعظم لکھنا، مساجد کے پاس اور مدارس میں علماء اور مشائخ کو دفن کرنا، قبروں پر بڑے بڑے کتبے لگانا، قبروں پر مراقبے اور ذکر کرنے کی سختی سے تردید کرتے ہیں۔[64]

علمِ طب کا بیان کرنا

بعض مقامات پر طب کے اصول و مباحث کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس پر مختصر کلام کرتے ہیں۔ سورہ اعراف کی آیت: "كُلُوا وَاشرَبُوا وَ لا تُسرِفُوا"[65] کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ طب کی تین بنیادیں ہیں اور تینوں قرآن نے بیان کیے ہیں،

حفظانِ صحت، استخراج مادۂ فاسدہ اور حمیہ یعنی پرہیز۔ پہلے اپنی صحت کی حفاظت کرنی چاہیے کہ کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے صحت خراب ہو جائے، ضرورت سے زیادہ نہ کھایا جائے، مضر چیزیں نہ کھائی جائیں۔ لیکن اگر صحت خراب ہو گئی تو پھر اس فاسد مادہ کو نکالا جائے، جیسے پھوڑے میں مواد ہو تو اس کو نکالا جائے، فاسد مادہ نہ نکالنے کی وجہ سے بیماری لوٹ سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پرہیز کیا جائے جیسے پانی کے استعمال سے نقصان ہوتا ہو تو اس کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔[66]

مخالفین پر رد کرنا

پالن پوریؒ نے اپنی تفسیر میں مخالف فرقوں پر رد بھی کیا ہے اور ان کے غلط عقائد و نظریات کو باطل قرار دیتے ہوئے قاری کو ان سے محفوظ رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ اگر اہل حق باطل پرستوں کی تردید نہیں کریں گے تو باطل اپنے فاسد نظریات پھیلاتے رہیں گے اور لوگوں کو حق و باطل کی پہچان نہیں ہو گی۔ باطل پھیل جائے گا اور حق دب کر رہ جائے گا۔
دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

"اہلِ حق ہمیشہ اسلاف کے حق میں باادب ہوتے ہیں، اور گمراہ فرقوں میں قلّتِ تعبُّد اور قلّتِ تأدّب ہوتا ہے، ان کو اللہ کی عبادت سے موت آتی ہے، اور وہ اسلاف کے حق میں دریدہ دہن ہوتے ہیں۔"[67]

منکرینِ حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: "پس وہ منکرینِ حدیث جو تشریح و توضیح نبوی کے بغیر قرآن کو لینا چاہتے ہیں، وہ درحقیقت قرآن پاک کے بھی منکر ہیں۔"[68]

جلال الدین محلیؒ نے تفسیرِ جلالین میں "الغرانیق العلی"[69] والا بے بنیاد اور من گھڑت واقعہ نقل کیا ہے، جس کو سلمان رشدی[70] نے اپنے باطل موقف کی تائید کے لیے دلیل بنایا ہے۔ اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس قسم کی تاویلیں اور من گھڑت واقعات سے شیطان سلمان رشدی کو دَغَل فَصَل (فساد) کا موقع ملا، اور اس نے شیطانی آیات نامی ناول لکھا، اس کی ناول کا حاصل یہ ہے کہ جب شیطان محمد (ﷺ) کی آواز میں وحی کے درمیان کچھ بھی پڑھ سکتا ہے تو اس وحی کا کیا

اعتبار؟"[71]

فقہی مسائل پر بحث کرنا

پالن پوری مسلک کے اعتبار سے حنفی ہیں اور حنفی مسلک کے ایک عظیم دار الافتاء دار العلوم دیو بند کے مفتی اور نگران رہے ہیں۔ تفسیر میں بھی اگر کسی آیت سے کوئی فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہو تو صرف حنفی مسلک کے مطابق مسئلہ اور اُس آیت کی تفسیر کرتے ہیں اور اختلافِ مسالک کو ذکر نہیں کرتے۔ البتہ جو آیت دوسرے مسلک کا بھی متدل ہو تو وہاں پر اختلاف ذکر کرتے ہیں۔

چنانچہ سورۂ مائدہ کی آیت: "إِنَّمَا جَزَاء الَّذِينَ يحَارِبُونَ اللَّهَ وَ رسُولَهُ و يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصلَّبُوا أَوْ تُقطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلهُمْ مِنْ خلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ"[72] کے تحت ڈاکوؤں اور راہزنوں کی سزا کے متعلق ائمہ اربعہؒ کی رائے ذکر کرتے ہیں کہ اگر کسی ڈاکو نے نہ قتل کیا ہو اور نہ کسی کا مال لوٹا ہو بلکہ صرف کسی کو ڈرایا دھمکایا ہو تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی سزا قید ہے یہاں تک کہ وہ سچی توبہ کرے اور امام شافعیؒ کے نزدیک اس کی سزا جلاوطنی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک آیت میں ذکر لفظ" أَوْ "برائے تخییر ہے، اس لیے ان کے نزدیک امیر المؤمنین کو اختیار ہے کہ باغیوں اور ڈاکوؤں کی قوت اور جرم کی شدت وخفت کے مطابق مناسب سزا تجویز کرے۔ اسی طرح "يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ" سے امام اعظم ابو حنیفہؒ قید اور امام شافعیؒ جلاوطنی مراد لیتے ہیں۔[73]

جمعہ کی پہلی اذان کے متعلق اپنی رائے کا ظہار کرتے ہیں کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد لوگ اپنے کاروباری اور دیگر مشاغل ترک نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوتے ہیں۔ اس خرابی کا علاج یہ ہے کہ ہمارے دیار میں آدھا گھنٹہ پہلے دی جانے والی اذان کا طریقہ غلط ہے بلکہ اس کی بجائے دس منٹ پہلے اذان دی جائے تاکہ لوگ فوراً اپنی مشاغل ترک کر کے مسجد کی طرف جائیں اور اذانِ جمعہ کے بعد مصروف ہونے کی وجہ سے گناہ گار ہونے سے محفوظ ہو جائیں۔[74]

خلاصۂ بحث

شیخ الحدیث مولانا مفتی سعید احمد پالن پوریؒ اپنے زمانے کے محقّق و مدقّق اور تدریس و تالیف کے میدان کی عظیم شخصیت ہیں۔ آپ کی تفسیر اپنے اختصار، تحقیق اور جامعیت کی وجہ سے معاصر تفاسیر میں منفرد و ممتاز اور اعلیٰ مقام رکھتی ہے، جس میں دقیق مسائل و مضامین انتہائی آسان پیرائے میں حل کیے گئے ہیں۔ آپ کا تفسیری منہج اپنی منفرد خصوصیات کی بنا پر اہمیت کا حامل ہے۔ آپ نے آیات میں ذکر مسائل اور موضوع کا عنوان لگا کر ان کے تحت آیات کی تفسیر کی گئی ہے۔ شروع میں آیت کے مفردات کا لفظی اور آخر میں بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے اور بامحاورہ ترجمہ میں مشکل کو سہل اور غیر مربوط جملوں کو مربوط کرنے کے لیے جملوں کے مابین قوسین میں عبارات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ مفردات کے لفظی ترجمہ پر حواشی لگا کر لغوی، صرفی، نحوی اور ترکیب سمیت کئی علمی مسائل اور پیچیدگیوں کی وضاحت کی ہے۔ نیز تفسیر ہدایت القرآن میں جن امور کا خیال رکھا گیا ہے، ان میں سورت کا تعارف اور دیگر ناموں کا تذکرہ، مکی و مدنی ہونے کی وضاحت، تعدادِ آیات کی وضاحت، شانِ نزول، سورت کے فضائل وبرکات، آیات اور سورتوں کے درمیان ربط، لغوی، نحوی اور صرفی قواعد کی تحقیق شامل ہیں۔ تفسیر ہدایت القرآن میں تفسیر بالماثور کے ساتھ ساتھ تفسیر بالرائے، اقوالِ سلف میں ترجیح وتفصیل، اسرائیلیات کی نشاندہی اور رد، مراجع کی نشاندہی، روایات کی تصحیح وتضعیف، باطل عقائد اور نظریات کا رد، علم الکلام، سلوک اور فقہی مسائل پر بحث شامل ہے۔ بعض مقامات پر تفسیر میں ذکر موضوع سے متعلق کوئی "حدیث یا قولِ زریں" لکھ دیا ہے اور اس ایک جملہ میں انہی آیات کے مضمون کی روح ہوتی ہے۔ ہدایت القرآن موجودہ زمانے میں اردو زبان کی ایک بہترین جامع تفسیر ہے جس میں تفسیر سے متعلق اکثر علوم کو جمع کر کے قارئینِ تفسیر کے لیے ایک عظیم گلدستہ پیش کیا گیا ہے۔

مصادر و مراجع

[1] پالن پور ہندوستان کی تقسیم سے پہلے ایک مسلم ریاست تھی اور اب یہ صوبہ بمبئی کا حصہ ہے۔(اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب(لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس،2004ء)،5/575)

[2] مفتی مصطفیٰ امین پالن پوری، حیات سعید ایک نظر میں(دیوبند: دار العرفان، س ن)،6-7۔

Mufti Mustafa Ameen Palanpuri, Hayat-e-Saeed،aik nazar mein, (Deoband: Dar-al-Irfan, ND), 6-7.

[3] جامعہ مظاہرِ علوم انڈیا کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع سہارن پور میں واقع ایک دینی مدرسہ ہے جس کی بنیاد دار العلوم دیوبند کے تقریباً 6 ماہ بعد ، 9نومبر 1866ء کو رکھی گئی تھی۔(سید محمد شاہد سہارن پوری، علمائے مظاہر علوم سہارن پور اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات (سہارن پور: مکتبہ یادگارِ شیخ،1426ھ)،1/68-71)

Sayyed Muhammad Shahid Saharanpuri, Ulama-e-Mazahir Uloom Saharanpur aur Un ki Ilmi wa Tasnifi Khidmat (Saharanpur: Maktaba Yadgar-e-Sheikh, 1426 AH.), 1/68-71.

[4] مصطفیٰ امین پالن پوری، حیات سعید ایک نظر میں،9۔

Mustafa Ameen Palanpuri, Hayat-e-Saeed, aik nazar mein, 9.

[5] مصطفیٰ امین پالن پوری، حیات سعید ایک نظر میں،11-12۔

Mustafa Ameen Palanpuri, Hayat-e-Saeed, aik nazar mein, 11-12.

[6] ایضاً،14۔

Ibid, 14.

[7] ایضاً، 15۔

Ibid, 15.

[8] ایضاً، 20۔

Ibid, 20.

[9] ایضاً، 32۔

Ibid, 32.

[10] مفتی سعید احمد پالن پوریؒ کی تفسیر "هداية القرآن" مکتبہ حجاز دیوبند سہارن پور، یوپی سے پہلی مرتبہ اگست 2017ء کو شائع ہوئی ہے جو کہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔

[11] مفتی سعید احمد پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن (دیوبند: مکتبہ حجاز، 1438ھ)، 1/26-27

Mufti Saeed Ahmad Palanpuri, Tafseer Hidayat-al-Quran (Deoband: Maktaba Hijaz, 1438 AH), 1/26-27.

[12] القرآن، 36:36۔

Al-Quran, 36:36.

[13] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ الروم، 6/370۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-al-Quran, Surah-al-Rum, 6/370.

[14] القرآن، 3:62۔

Al-Quran, 62:3.

[15]"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كنا جلوساً عند النبي ﷺ فأنزلت عليه سورة الجمعة (وآخرين منهم لما يلحقوا بهم) قال: قلت مَن هم يا رسول الله فلم يراجعه حتى سأل ثلاثا و فينا سلمان الفارسي وضع رسول الله ﷺ يده على سلمان ثم قال: لو كان الإيمان عند الثريا لنا له رجال أو رجل من هؤلاء" (محمد بن اسماعيل البخارى، صحيح البخاري (لاهور؛ مكتبة رحمانية، س-ن)، 229/2، رقم الحديث: 4897۔)

Muhammad Bin Ismail Al-Bukhari, Sahih Al-Bukhari, (Lahore: Maktaba Rahmania, ND), 2/229, Hadith: 4897.

[16] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ الجمعۃ، 274/8۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah-al-Jumua, 8/274.

[17] ایضاً، سورۃ الانعام، 381/2۔

Ibid, Surah-al-Ana'am, 2/381.

[18] ایضاً، سورۃ البقرۃ، 31/1۔

Ibid, Surah-al-Baqarah, 1/31.

[19] ایضاً، سورۃ الرحمن، 117/8۔

Ibid، Surah-al-Rahman, 8/117.

[20] "عن كعب قال قال رسول الله ﷺ: اقرؤوا سورة هود يوم الجمعة" (ابو محمد عبد الله بن عبدالرحمن الدارمي، سنن الدارمي (بيروت: دار الكتاب العربي، 1407هـ)، 545/2،رقم الحديث: 3404)۔

Abu Muhammad Abdullah Bin Abdul Rahman Al-Darimi, Sunan-al-Darimi (Beirut: Dar-al-Kitab al-Arabi, 1405 AH), 2/545, Hadith: 3404.

[21] "عن ابن عباس قال : قال أبو بكر رضي الله عنه يا رسول الله! قد شبت قال شيبتني هود والواقعة والمرسلات و عم يتساءلون و إذا الشّمس كوّرت" (أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي، سنن الترمذى (بيروت: دار إحياء التراث العربي، ن۔س)،402/5، رقم الحديث:3297) ۔

Abu Essa Muhammad Bin Essa Al-Termizi, Sunan Al-Termizi (Beirut: Dar-al-Ihya-al-Turath al-Arabi, ND), 2/402, Hadith: 3297.

[22] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ ہود،4/13۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah Hud, 4/13.

[23] ایضاً، سورۃ یوسف،4/139۔

Ibid, Surah Yousuf, 4/139.

[24] ایضاً، سورۃ الرحمن،8/118۔

Ibid, Surah-al-Rahman, 8/118.

[25] ایضاً، سورۃ التطفیف،8/495۔

Ibid, Surah-al-Tatfeef, 8/495.

[26] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، الفوز الکبیر (کراچی: مکتبۃ البشریٰ،1432ھ)،15۔

Shah Waliullah Muhaddis Dehlavi, Al-Fauz-ul-Kabeer, (Karachi: Maktaba-al-Bushra, 1432 AH),15.

[27] احمد بن حنبل، مسند احمد (بیروت:مؤسسة الرساله، س ن)،206/39 رقم الحديث:23789.

Ahmad Bin Hambal, Musnad-e-Ahmad, (Beirut: Muassasa al- Risala, ND), 39/206, Hadith: 23789.

[28] "عن عبدالله بن سلام رضی الله عنه قال: قعدنا نفر من أصحاب رسول الله ﷺ فتذاكرنا فقلنا لو نعلم أي الأعمال أحب إلى الله لعملناه فأنزل تعالى: سبح لله ما في السموات وما في الأرض وهو العزيز الحكيم

يا أيها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون) قال عبدالله بن سلام فقرأها علينا رسول الله ﷺ قال أبو سلمة فقرأها علينا ابن سلام قال يحيى فقرأها علينا أبو سلمة قال ابن كثير فقرأها علينا الأوزاعي قال عبدالله فقرأها علينا ابن كثير" (أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي، سنن الترمذي (بيروت: دار إحياء التراث العربي، س-ن)، 5/412، رقم الحديث: 3309)۔ *پالن پوریؒ نے اس حدیث کا نمبر 3332 لکھاہے جبکہ دار احیاء التراث العربی کے اس نسخہ کے مطابق حدیث نمبر 3309 مذکور ہے۔*

Al- Termizi, Sunan Al-Termizi, 5/412, Hadith: 3309.

[29] *پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ الصف، 8/258۔*

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah Al-Saf, 8/258.

[30] "عن أبي هريرة رضـى الله عنه: أن رســول الله ﷺ قال لا تجعلوا بيوتكم مقابر وإن البيت الذي تقرأ فيه البقرة لا يدخله الشـيطان" (الترمذی، ســنن الترمذی، 5/157، رقم الحديث: 2877) *پالن پوریؒ نے اس حدیث کا نمبر 2886 لکھاہے جبکہ اس دار احیاء التراث العربی کے نسخہ کے مطابق حدیث نمبر 2877 ہے۔*

Al- Termizi, Sunan Al-Termizi, 5/157, Hadith: 2877.

[31] "عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ لكل شيء سنام، وإن سنام القرآن سورة البقرة، و فيها آية هي سيدة أي القرآن هي آية الكرسي" (الترمذی، سنن الترمذی، 5/157، رقم الحديث: 2878) پالن پوری نے *اس حدیث کا نمبر 2885 لکھاہے جبکہ اس دار احیاء التراث العربی کے نسخہ کے مطابق حدیث نمبر 2878 ہے۔*

Al-Termizi, Sunan Al-Termizi, 5/157, Hadith: 2878.

[32] "عن أبي أمامة قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول: اقرءوا القرآن فإنه يأتي يوم القيامة شفيعا لأصحابه اقرءوا الزهراوين البقرة وسورة آل عمران فإنهما تأتيان يوم القيامة كأنهما غمامتان أو كأنهما غيايتان أو فرقان من طير صواف تحاجان عن أصحابهما" (محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي، مشكاة المصابيح (بيروت: المكتب الإسلامي،1405ھ)،1/480، رقم الحديث: 2120)

Muhammad Bin Abdullah Al-Khateeb Al-Tebraizi, Mishkat ul Masabeeh (Beirut: Al-Maktab-al-Islami, 1405 AH), 1/480, Hadith: 2120.

[33] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ البقرۃ،1/39

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah Al-Baqarah, 1/39.

[34] ایضاً، سورۃ القصص،6/262۔

Ibid: Surah-al-Qasas, 6/262.

[35] ایضاً، سورۃ الرّعد،4/245۔

Ibid: Surah-al-Raad, 4/245.

[36] ایضاً، سورۃ المائدۃ،2/227۔

Ibid: Surah-al-Maidah, 2/227.

[37] ایضاً، سورۃ الرّعد،4/276۔

Ibid: Surah-al-Raad, 4/276.

[38] ایضاً، سورۃ الحجر،4/385۔

Ibid: Surah-al-Hijr, 4/385.

[39] ایضاً، سورۃ الرعد،4/288۔

Ibid: Surah-al-Raad, 4/288.

[40] ایضاً، سورۃ یوسف، 4/234۔

Ibid: Surah Yousuf, 4/234.

[41] ایضاً، سورۃ الرعد، 4/257۔

Ibid: Surah-al- Raad, 4/257.

[42] عبد الرحمن بن ابی ابکر السیوطی، الدر المنثور (مصر: دار ھجر، 1424ھ)، 8/395۔

Abdul Rahman Bin Abi-Bakr Al-Suyuti, Al-Dur-al-Mansoor (Misr: Dar-e-Hijr, 1424 AH), 8/395.

[43] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ ابراھیم، 4/332۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah Ibrahim, 4/332.

[44] ایضاً، سورۃ الأعراف، 2/575۔

Ibid, Surah-al-Aaraf, 2/575.

[45] ایضاً، سورۃ الکھف، 223/5۔

Ibid, Surah-al-Kahf, 5/223.

[46] "عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت: أول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه و سلم من الوحي الرؤيا الصادقة في النوم-- و فترالوحي فترة حتى حزن النبيﷺ فيما بلغنا حزنا غدا منه مرارا كي يتردى من رؤوس شواهق الجبال فكلما أوفى بذروة جبل لكي يلقي منه نفسه تبدى له جبريل فقال يا محمد إنك رسول الله حقا فيسكن لذلك جأشه و تقر نفسه فيرجع فإذا طالت عليه فترة الوحي غدا لمثل ذلك فإذا أوفى بذروة جبل تبدى له جبريل فقال له مثل ذلك" (مشكاة المصابيح، 270/3، رقم الحديث: 5842)۔

Mishkat-al-Masabeeh, 3/270, Hadith: 5842.

[47] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ یوسف، 4/240۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah Yousuf, 4/240.

[48] "حدثنا محمد بن بشار و غير واحد و اللفظ لإبن بشار قالوا حدثنا هشام بن عبد الملك حدثنا أبو عوانة عن قتادة عن أبي رافع من حديث أبي هريرة : عن النبي صلى الله عليه و آله سلم في السد قال يحفرونه كل يوم حتى إذا كادوا يخرقونه قال الذي عليهم ارجعوا فستخرقونه غدا فيعيده الله كأشد ما كان حتى إذابلغ مدتهم وأراد الله أن يبعثهم على الناس قال للذي عليهم ارجعوا فستخرقونه غدا إن شاءالله واستثنى قال فيرجعون فيجدونه كهيئته حين تركوه فيخرقونه فيخرجون على الناس فيستقون المياه ويفر الناس منهم فيرمون بسهامهم في السماء فترجع مخضبة بالدماء فيقولون قهرنا من في الأرض وعلونا من في السماء قسرا وعلوا فيبعث الله عليهم نغفا في أقفائهم فيهلكون فو الذي نفس محمدبيده إن دواب الأرض تسمن وتبطر وتشكر شكرا من لحومهم۔قال أبو عيسى هذا حديث حسن غريب إنما نعرفه من هذا الوجه مثل هذا۔قال الشيخ الألباني: صحيح" (الترمذي، سنن الترمذی، (بيروت: 313/5، رقم الحديث: 3153)۔

Al- Termizi, Sunan Al - Termizi, 5/313, Hadith: 3153.

[49] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ الکہف،5/234۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah Al-Kahf, 5/234.

[50] ایضاً، سورۃ الکہف،5/245۔

Ibid, Surah-al-Kahf, 5/245.

[51] القرآن،72:16۔

Al-Quran, 16:72.

[52] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ النحل،4/501۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah Al-Nahl, 4/501.

[53] ایضاً، سورۃ الاعراف،2/542۔

Ibid, Surah Al-Aaraf, 2/542.

[54] ایضاً، سورۃ بنی اسرائیل، 5/56-66۔

Ibid, Surah Bani Israil, 5/56-66.

[55] ایضاً، 5/398-99۔

Ibid, 5/398-99.

[56] ایضاً، 5/37-232-237۔

Ibid, 5/232-237.

[57] القرآن، 2:186۔

Al-Quran, 2:186.

[58] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ البقرہ، 1/220۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, 1/220.

[59] القرآن، 5:15۔

Al-Quran, 5:15.

[60] المائدہ، آیت 44: " اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ. آیت 46: "وَ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارهمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدقًا لِمَابَيْن يَدَيْهِ
مِنَ التَّوْراةِ وَآتَيْناهُ الإِنْجيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْه مِن التَّوْراةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ"

[61] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ الکھف، 5/244-245۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah-al-Kahf, 5/244-45.

[62] ایضاً، سورۃ الکھف، 5/246۔

Ibid, Surah-al-Kahf, 5/246.

[63] ایضاً، سورۃ آل عمران، 1/517۔

Ibid, Surah-al-Imran, 1/517.

[64] ایضاً، سورۃ المائدۃ، 2/325۔

Ibid, Surah-al-Maidah, 2/325.

[65] القرآن، 7:31۔

Al-Quran, 7:31.

[66] تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ الأعراف، 2/560۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah-al-Aaraf, 2/560.

[67] ایضاً، سورۃ الحشر، 8/228۔

Ibid, Surah-al-Hashr, 8/228.

[68] ایضاً، سورۃ النحل، 4/472۔

Ibid, Surah-al-Nahl, 4/472.

[69]"قد قرا النبي صلى الله عليه و آله سلم في سورة النجم بمجلس من قريش بعد (أفرأيتم اللات والعزى ومناة الثالثة الأخرى) بإلقاء الشيطان على لسانه من غير علمه صلى الله عليه و آله سلم به تلك العرانيق العلا وإن شفاعتهن لترتجى ففرحوابذلك ثم أخبره جبريل بما ألقاه الشيطان على لسانه من ذلك فحزن۔" (جلال الدين محمد بن أحمد المحلي، تفسير الجلالين، (القاهرة: دار الحديث، س۔ن)، 441/1).

Jalal-ul-Din Muhammad Bin Ahmad Al-Mahalli, Tafseer-al-Jalalain, (Al-Qahira; Dar-al-Hadees, ND), 1/441.

[70] "سلمان رشدی: پورانام سلمان احمد رشدی، ایک برطانوی مضمون نگار ہے۔ ہے۔ پیدائش 19 جون 1947ء کو ہندوستان کے مشہور شہر ممبئی میں ہوئی۔ اس کے چوتھے نمبر کا ناول، شیطانی آیات (The Satanic Verses) انتہائی متنازع ناول ہے، جس نے متعدد ممالک

میں مسلمانوں کو احتجاج پر مجبور کیا۔ 14 فروری 1989ء کو آیت اللہ خمینی کے جاری کردہ ایک فتوی میں سلمان رشدی کو واجب القتل قرار دیا

گیا۔ جو تاحال جاری اور موجود ہے۔"

https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%B3%D9%84%D9%85%D8%A7%D9%86_%D8%B1%D8%B4%D8%AF%DB%8C

[71] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ النجم، 8/81۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah Al. Najm, 8/81.

[72] القرآن، 5:33۔

Al-Quran, 5: 33.

[73] پالن پوری، تفسیر ہدایت القرآن، سورۃ المائدۃ، 2/261۔

Palanpuri, Tafseer Hidayat-ul-Quran, Surah Al-Maidah, 2/261.

[74] ایضاً، سورۃ الجمعۃ، 8/280۔

Ibid, Surah Al-Jumua, 8/280.